سُوۡرَةُ النِّسَاء کی تفسیر Lesson 6: An-Nisa (Ayaat 36-50): Day 19

اگلی آیات:

يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اٰمِنُوۡا بِمَا نَزَّلۡنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّطۡمِسَ وُجُوۡهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدۡبَارِهَاۤ اَوۡ نَلۡعَنَهُمۡ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصۡحٰبَ السَّبۡتِ‌ؕ وَكَانَ اَمۡرُ اللّٰهِ مَفۡعُوۡلًا ﴿۴۷﴾ اے وہ لوگو جو کتاب دیئے گئے ہو تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے نازل فرمایا ہے ایسی حالت پر کہ وہ سچ بتلاتی ہیں اس کتاب کو جو تمھارے پاس ہے اس سے پہلے پہلے کہ ہم چہروں کو بالکل مٹاڈالیں اور ان کو ان کی الٹی جانب کی طرح بنادیں یاان پر ہم ایسی لعنت کریں جیسی لعنت ان ہفتہ والوں پر کی تھی اور اللہ تعالٰی کا حکم پورا ہو کر ہی رہتا ہے۔(۴۷)

پچھلی آیات میں یہود کی کچھ خیانتوں کا تذکرہ ہوُا۔وہ اللہ کے نبیؐ کے مشن میں رُکاوٹیں کھڑی کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ اُن کو ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں۔کہ یہ وہی دین ہے جو تمہاری طرف بھیجا گیا تھا۔اے کتاب والو کہہ کر اُن کو عزّت دی گئی۔اُن کے پچھلے دور کی وجہ سے اُن کو علم والے کہہ کر خطاب کیا گیا۔اس نبیؐ کی طرف ہم نازل کرتے ہیں۔اگر تم انکار کرتے ہو تو ہماری آیات کا کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ اُن کی پہلی کتاب کی تصدیق کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ کتاب بھی اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔اس پر ایمان لے آؤ ورنہ سزا کے حقدار ہو گے۔

اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ دعوت دے دینی چاہیئے۔ماننا نہ ماننا سُننے والے کا کام ہے۔

پھر اللہ نے اُن کو دھمکی دی۔"۔۔۔۔اس سے پہلے پہلے کہ ہم چہروں کو بالکل مٹاڈالیں۔۔"

نَّطْمِسَ : ط م س۔ نام ونشان مٹ جانا۔ یاد رکھو کہ (وُجُوهًا) چہروں کے طمس (علامہ بزاویؒ) کی تفسیر ہے کہ یہود کو یہ بات اچھی طرح معلوم تھی لیکن وہ اپنی ضدّ پر تھے کہ آنے والے نبیؐ کو نہیں مانیں گے۔ اُن کہ دھمکی دی گئی ہے کہ ہم تمہارے چہرے بگاڑ دینگے۔ بدل دینگے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس سے مُراد ہے کہ ہم تمہارے رؤسا کے چہرے بگاڑ دینگے۔ ان کے چہروں پر نحوست اور ویرانی مسلط کر دی جائے گی۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ کہ ان کو ہم مدینہ طیبہ سے جلاوطن کرکے سینا کے صحرا میں بھیج دینگے۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم تمہارے چہرے سے آنکھیں، ناک، وغیرہ کو مٹا دینگے۔

ایک ہے چہرہ موجود رہے لیکن اُس کے فیچرز موجود نہ ہوں۔ سب نقش و نگار مٹ جائیں تو چہرہ کیسا لگے گا؟

دوسرا معنی یہ کہ چہرے کو پھیر کر پیچھے کر دیا جائے۔ زبردست قسم کی تنبیہ ہے۔

اس میں بہت بڑا سبق ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اِس حق سے محروم کر دے گا اور تمہیں دنیا و آخرت میں ذلیل ورسوا کر دے گا۔ جس چہرے کی وجہ سے تم دنیا میں بڑے بنے پھرتے ہو وہ بدل دے گا تم یہی چہرہ کسی کو دکھانے کے قابل نہ رہو گے۔

ہم سوچتے ہیں کہ یہود اگر مان لیتے تو کیا تھا؟ لیکن جو شخص حق قبول نہ کرنا چاہے اُس کو پھر وہ حق نظر ہی نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین۔

اللہ نہ کرے اگر عقل گھوم جائے تو صرف بات دیکھنے اور سمجھنے کا انداز بدل جاتا ہے۔

جن لوگوں کو بھینگا نظر آتا ہے وہ سمجھتے ہیں سب ایسا ہی دیکھتے ہیں۔ بڑے بڑے قابل لوگ بتوں کے سامنے بیٹھ کر مانگتے رہتے ہیں۔

جب کوئی انسان بھٹکتا ہے تو اُسی دائرے میں چکر لگاتا رہتا ہے۔

پھر آگے ایک اور دھمکی کہ ہفتے والوں جیسی سزا ملے گی۔ وہ سمجھتے تھے کہ پھر کیا ہوا اگر ہم ایسا کر لیں۔

وہ سمجھ رہے تھے کہ وہ ٹھیک کام کر رہے ہیں۔ شیطان اُن کو یقین دلا رہا ہوتا ہے کہ تم ٹھیک ہو۔

ہر گروہ اپنے اس طریقہ پر نازاں ہے جو ان کے پاس ہے۔(۳۲) ۔ سورۃ الروم

وہ ٹھیک سمجھ کر عمل کرتے ہیں۔ جیسے کوئی قبر پر بیٹھ کر دن رات قبر والے بزرگ سے مانگتا ہے۔ یا پھر داتا سے مانگتا ہے۔ قبر پر بیٹھے بندے کو یقین ہوتا ہے کہ وہ صحیح ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہر لمحے دعا کیا کریں کہ ہم ہدایت پر رہیں۔

وَكَانَ اَمۡرُ اللّٰهِ مَفۡعُوۡلًا : اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے۔ امر کا لفظ قرآن میں 14 بار آیا ہے۔ جیسے فرعون کو ڈر تھا موسیٰ پیدا نہ ہو جائیں۔ لیکن اللہ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ افۡتَـرٰۤى اِثۡمًا عَظِيۡمًا ﴿۴۸﴾ بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوائے اور جتنے گناہ ہیں جس کے لیے منظور ہو گا وہ گناہ بخش دیں گے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑے جُرم کا مرتکب ہوُا۔(۴۸)

یہود اپنے آپ کو اہلِ کتاب کہتے تھے۔ اس کے باوجود اُن کے عقائد میں شرک تھا۔

گناہ مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں۔ سب سے بڑا گناہ کفر یعنی اللہ کو نہیں مانتے۔ دوسرا شرک کہ اللہ کو مانتے ہیں لیکن دوسروں کو بھی شریک کرتے ہیں۔ کفر یہ کہ کسی کام سے انکار کر دیا کہ مجھے یہ نہیں کرنا۔ مجھے کلاس میں نہیں آنا۔

دوسرے وہ جو اللہ کو ربّ کو مانتے ہیں۔ 98٪ لوگ اللہ کو مانتے ہیں لیکن شرک کرتے ہیں۔ وہ کیسے ؟

1. شرک فی العلم: اللہ غیب کا علم جانتا ہے، دلوں کے حال جانتا ہے۔ لیکن کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ فلاں کو بھی غیب کا علم ہے۔ کہ فلاں کو جادو کا پتا ہے۔ یہ شرک ہے۔
2. شرک فی التصّرف۔: کسی کو اللہ کے سوا عطا کرنے والا سمجھنا۔ اولاد دینے والا، بیٹا دینے والا یا روزی اور نوکری دینے والا سمجھنا۔ فلاں تعویذ سے بیٹا ہو گا۔ یہ بھی شرک ہے۔
3. شرک فی العبادہ: کہ اللہ کے سوا دوسروں کو سجدے کرنا۔ بتوں کے آگے بیٹھنا۔ درباروں پر سجدے کرنا۔ چڑھاوے چڑھانا۔ قبر کا طواف کرنا۔ کسی قول یا رسم کو ترجیح دینا۔ کسی کے نام پر بکرے ذبح کرنا۔ کسی مہینے کو منحوس سمجھنا۔ کسی اور سے دعا کرنا۔

یہ تینوں شرک کے درجے حرام ہیں۔ کائنات کا نظام صرف اللہ کا ہے۔ وہ کل جہانوں کا مالک اور خالق ہے۔ اُسی کی مرضی اور اختیار چلے گا۔

"۔۔ اور اس کے سوائے اور جتنے گناہ ہیں جس کے لیے منظور ہو گا وہ گناہ بخش دیں گے اور جو شخص اللہ تعالٰی کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑے جُرم کا مرتکب ہوُا۔ (۴۸) ۔۔۔"

جب ہم اللہ کو مانتے ہیں تو بات بھی اُسی کی چلے گی۔ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔

وہ جس کو چاہے گا معاف کر دے گا۔یعنی دوسرے گناہوں کو اگر چاہے گا تو معاف کر دے گا۔

سورۃ لقمان میں شرک کو ظلمِ عظیم کہا گیا۔یعنی کسی کو اُس کا حق نہ دینا ظلم ہے۔اللہ کو اُس کو حق نہ دینا عظیم ظلم ہے۔یہاں سے ہم یہ کہنے لگتے ہیں کہ باقی سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اب یہ سوچیں کہ جس کو اللہ چاہے گا اُس کو معاف کرے گا،اب ہم میں سے کس کو یہ یقین ہے کہ ہم معاف ہو جائینگے،جو مرضی گناہ کرتے پھریں۔اس لئے اللہ کو مانتے ہیں تو اللہ کی بات مانیں اطاعت کے لئے سر جھکا دیں۔اللہ کی بندگی کریں۔اللہ کا حق ادا کریں۔

معافی کی عموماً تین صورتیں ہوتی ہیں؛

1) اللہ بے حساب معاف کر دے۔کہ کچھ نیکیاں کی تھیں اللہ کو آپ کا اخلاص پسند آ گیا۔نماز روزے قبول کر لئے گئے اور آپ معاف ہو گئے۔مثال رُکنِ یمانی کو چھونے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

2) دوسرے یہ کہ کچھ گناہ صرف توبہ کرنے سے معاف ہوتے ہیں۔کسی نے خلوصِ نیت سے شرمندہ ہو کر توبہ کی۔اللہ سے رو کر معافی مانگی تو اللہ غفور الرحیم ہے وہ آپ کو معاف کر دے گا۔دِل میں ندامت ہے۔اس میں حقوق العباد اور حقوق اللہ بھی آتے ہیں۔کہ لوگوں سے بھی معافی مانگیں۔

3) کچھ گناہ سزا ملنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔پہلے تو اللہ دنیا میں سزا دے گا۔

آپ شوق سے گناہ کریں۔ خوب دُکھ اور تکلیفیں ملیں گی۔ کبھی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ کبھی اولاد نے ذلیل ورسوا کر دیا۔ کبھی گھر جل گیا۔ کبھی سارا کاروبار ڈوب گیا۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ گناہ کرتا رہوں۔ سزا بھگت لونگا۔ وہ شوق سے یہ سب کرے لیکن پھر سزا کے لئے تیار رہے۔ پھر اللہ نیکیاں کرنے والوں کو تو دُنیا میں ہی کچھ بیماری یا تکلیف دے کر پاک کر دے گا۔ کچھ کو پھر قبر کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ اور کچھ پھر روزِ محشر پکڑے جائینگے۔ کچھ کو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ کچھ کو پھر شفاعت کے بعد جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ کچھ اپنی سزا بھگت کر جہنم سے نکالے جائینگے۔ بحرحال سزا ملے گی اور پھر معافی ہو گی۔

اپنے لئے سوچ لیں کہ کس طرح کی معافی چاہتے ہیں۔ آج ہی توبہ کریں اور اعمال دُرست کر لیں۔

ایک دفعہ کتاب التوحید پڑھی تو احساس ہوُا کہ ہم کس طرح شرک کر سکتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو ہر طرح کے شرک سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

یہ جو ہم پر مصیبتیں آتی ہیں مثال۔ دنیا میں خوف اور بے چینی، بیماریاں، جیسا کہ سورۃ طٰہٰ میں ہے کہ "ہم اُس پر دنیا کی معیشت تنگ کر دیتے ہیں۔" تو دنیا میں ہی آزمائشیں آجاتی ہیں۔

آج عام طور پر لوگ تنگی کا شکار ہے۔ یہ گناہوں کی وجہ سے یا پھر آزمائش ہو سکتی ہے۔

بعض اوقات بڑے بڑے عالموں پر ظلم کئے گئے، بیماری آئی، جیلوں میں ڈالے گئے۔ لیکن آپ اُن کو پریشان نہیں دیکھیں گے۔ اللہ اُن کو سکونت عطا فرما دیتا ہے۔ وہ اللہ کی آزمائش پر صبر کرتے ہیں اور سکون سے برداشت کرتے ہیں۔ اُن کے دِل خوش رہتے ہیں۔

اللہ کی مرضی ہے کہ وہ جو مرضی معاف کر دے۔

"اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑے جُرم کا مرتکب ہوا۔" جس نے شرک کیا اُس نے اللہ پر جھوٹ گھڑا۔

آگے یہودیوں کے علماء کی ایک اور خرابی کا ذِکر ہے؛

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ یُزَکُّوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ بَلِ اللّٰهُ یُزَکِّیۡ مَنۡ یَّشَآءُ وَلَا یُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا ﴿۴۹﴾ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس بتلاتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں مقدس بنادیں اور اُن پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہو گا۔

یہود اپنی اخلاقی، دینی اور عملی خرابیوں کے باوجود اپنے آپ کو بہت مقدس اور پاکباز سمجھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم اللہ کے بیٹے بھی ہیں اور اُس کے لاڈلے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کو سب علم ہے یہ ہر بندے کے لئے پیغام ہے جو خود کو بہت پسند کرتے ہیں۔ خود کو بہت نیک سمجھتے ہیں۔ اپنی بڑائی میں مبتلا ہیں۔ بعض اوقات دیندار بھی اس فخر کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لوگوں سے سُن کر اپنے آپ کو نیک سمجھنے والے غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اگر اپنے آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں تو اکیلے میں بیٹھ کر قران اور سُنّت کی روشنی میں اپنا جائزہ لیں۔ آپ کو خود پتا چل جائے گا کہ کتنے نیک ہیں۔ اپنے اندر تقویٰ ہو گا تو پھر ہی صحیح تزکیہ کر سکیں گے۔

اپنے دل کے سکون کو دیکھیں۔ خود کو اللہ کے سامنے محسوس کریں۔ اللہ یہ نہیں چاہتا کہ لوگ خود نمائی سے بچا کر رکھیں۔ اللہ ہمیں پاک کرے گا۔ ہمیں اپنا اخلاق اور عمل بہتر بنانا ہے۔

خود کی تعریفیں نہ کرتے رہیں۔

عربی محاورہ: وہ شخص اُس وقت تک اچھا نہیں جب تک اُس کا دشمن اُسکی تعریف نہ کرے۔

گھر کے لوگ تو محبت میں بلاوجہ تعریف کرتے ہی رہتے ہیں۔

فَتِيلًا : ف ت ل۔ کھجور کے اندر پتلا سا چھلکا۔ دھاگے برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔

کتنا سکون ملتا ہے کہ اللہ بالکل ظلم نہیں کرے گا۔

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ دیکھ تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور یہی بات صریح مجرم ہونے کے لیے کافی ہے۔(۵۰)

دیکھو ذرا کیسے جھوٹ بولتے ہیں۔ یہود اپنی تعریفیں کرتے ہیں۔ اور اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں۔ یہی مجرم ہیں۔ کہ اگر کوئی اچھا ہے تو اللہ کو معلوم ہے۔ اور قیامت کے دن فیصلہ ہو جائے گا۔

سبق کا خلاصہ:

کسی کی یا اپنی پاکی بیان کرنا۔ مثال فلاں تو جنّتی ہے۔ فلاں پر مغفرت ہو گئی۔ صحابہ کرامؓ نے ایک دفعہ ایسا کہا تھا تو اللہ کے نبیؐ نے منع فرما دیا۔ یہ دُرست نہیں۔ آپ دعا کریں اور اللہ کرے کہ اُن کی بخشش ہو جائے لیکن آپ خود سے کچھ نہ کہیں کہ فلاں تو بخشا جائے گا۔ مرنے والی کی برائی نہ کریں۔ لیکن فتوے نہ دیں۔

تکبر اللہ کو پسند نہیں۔

خاتمہ کیسے ہو۔ یہ صرف اللہ کو معلوم ہے۔ ایک صحابی شہید ہو رہے تھے لیکن بعد میں پتا چلا کہ مالِ غنیمت میں سے چادر چوری کی تھی۔ ایک صحابی شہید ہونے لگے تو اشارۃً بات ہوئی کہ اُس نے زخموں سے تنگ آکر خودکشی کرلی۔

بہت تعریف سن کر وہم ہونے لگتا ہے کہ وہ واقعی بہت نیک ہیں۔

اُمّ المومنین زینبؓ کا پہلا نام برّہ یعنی بہت نیک (گناہوں سے پاک) تھا۔ اللہ کے نبیؐ نے نام بدل دیا۔ اور فرمایا کہ صرف اللہ گناہوں سے پاک ہے۔

خود سوچیں کہ آپ کیسے اپنی تعریف کرتی ہیں۔ بلاوجہ تعریف نہ کریں۔

اپنی خوبیوں اور صلاحیتوں کی تعریفیں نہ کریں۔ نہ دوسروں کی عبادت اور نہ اپنی عبادت کو بڑھا چڑھا کر بتائیں۔